آخر درست کیا ہے؟

کیا دین ہر آدمی کا ذاتی معاملہ ہے؟

آخر درست کیا ہے؟

کیا دین ہر آدمی کا ذاتی معاملہ ہے؟

مفتی محمد قاسم عطاری*

آج کل یہ سوچ عام کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ دین ہر شخص کا ذاتی معاملہ ہے، ہمیں کسی کے معاملے میں کچھ بھی نہیں بولنا چاہیے۔ لوگ جو کر رہے ہیں ان کو کرنے دیا جائے یہ ان کا اور خدا کا معاملہ ہے، لہٰذا اگر لوگ غیر مَحْرم عورتوں کے ساتھ پارکوں میں گھومنے جاتے ہیں یا شراب نوشی یا گانے وغیرہ سننے کے گناہوں میں مبتلا ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ہمیں لوگوں کی ذاتیات میں دخل دینے، انہیں سمجھانے اور اخلاق کی درستی کا سبق دینے کی حاجت نہیں ہے، ہمیں صرف اور صرف اپنی ذات پر توجہ دینی چاہیے۔

اس حوالے سے یہ عرض ہے کہ لوگوں کو خدا کی نافرمانی سے بچنے کا ذہن دینا، سمجھانا اور کوشش کرنا کوئی مداخلت نہیں بلکہ نیکی کا کام ہے۔ شیطان کو اس سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ ہوگی کہ لوگ دوسروں کو برائی سے روکنا چھوڑ دیں کیونکہ شیطان برائی کا حکم دیتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ برائی کی دعوت دینا تو جاری رہے جبکہ برائی سے روکنا بند ہو جائے۔ آزادی، روشن خیالی وغیرہ کے نام پر گناہ کے کاموں سے روکنے کے خلاف یہ سوچ واقعتاً پوری دنیا میں پھیلتی جارہی ہے۔ سب سے پہلے یہ ذہنیت غیر مسلموں میں آئی اور انہوں نے دین کو یہ کہہ کر گھروں میں محدود کر دیا کہ دین انسان کا ذاتی معاملہ ہے لہٰذا اپنے گھر کے اندر لوگ جتنا چاہیں دین پر عمل کریں لیکن دوسروں کو دین کے حوالے سے کوئی ترغیب نہ دیں بلکہ جو جس طرح چل رہا ہے چلنے دیں۔ غیروں سے متأثر و مرعوب ہو کر یہ سوچ بہت سے مسلمانوں میں بھی پیدا ہونا شروع ہوگئی کہ مثلاً کوئی شخص غیر مسلم ممالک میں سیر کرنے گیا اور دیکھا کہ جس نے نماز پڑھنی ہے وہ نماز پڑھ رہا ہے اور جس نے شراب پینی ہے وہ شراب پی رہا ہے۔ جو مسجد جانا چاہتا ہے وہ مسجد جارہا ہے اور جو کسی جوئے خانے یا کلب میں جانا چاہتا ہے وہ کلب جارہا ہے، نہ یہ اس کو کچھ کہتا ہے اور نہ وہ اس کو کچھ کہتا ہے۔ اس پر لوگ بڑا خوش ہوتے ہیں کہ دیکھو کتنا پُرسکون ماحول ہے کہ ہر بندہ اپنی دنیا میں مگن ہے، پھر ایسے مشاہدات کو فخریہ انداز میں بنا سنوار کے پیش کیا جاتا ہے لیکن بحیثیتِ مسلمان ہم سب سے پہلے یہ دیکھیں گے کہ اس معاملے میں ہمارے دین نے ہماری کیا رہنمائی فرمائی ہے؟ کیا شرابیں پی جارہی ہوں، بدکاریاں پھیل رہی ہوں، جوئے خانے آباد ہوں، بے حیائی عام ہو، گناہوں کا بازار گرم ہو تو کیا ایسے موقع پر برائیوں سے روکنے کی کوشش کرنا یا اس پر خاموش رہنا ہماری مرضی پر ہے کہ ہم چاہیں تو بولیں اور چاہیں تو نہ بولیں یا ہمارے لئے کچھ خاص حکم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں اس کے متعلق بڑے واضح احکام ہیں۔ قرآن میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں بحیثیتِ امت مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: (اے

* دارالافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ظاہر کی گئی، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔(پ4،ال عمران: 110) معلوم ہوا کہ نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا امت کا فریضہ ہے جس کو ادا ہی کرینگے، اسے ترک نہیں کیا جاسکتا۔ یونہی ایک مقام پر فرمایا: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾﴾ ترجمہ کنزالعرفان: اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (پ4،ال عمران: 104) ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ ہمیں یہ اجازت نہیں کہ ہم برائی دیکھیں اور سمجھانے یا روکنے کی قدرت کے باوجود آنکھیں بند کرلیں۔ برائی سے روکنے کا عمل چھوڑنے پر اللہ تعالیٰ نے پچھلی امتوں کے حوالے سے بھی سخت وعیدیں بیان کی ہیں چنانچہ فرمایا: ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: بنی اسرائیل میں سے کفر کرنے والوں پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر سے لعنت کی گئی۔(پ 6، المآئدۃ:78) جن جرائم کی وجہ سے اُن پر لعنت کی گئی ان میں سے ایک جرم یہ بیان کیا: ﴿كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: وہ ایک دوسرے کو کسی برے کام سے منع نہ کرتے تھے جو وہ کیا کرتے تھے۔(پ6، المآئدۃ:79) گویا ان کا طرزِ عمل یہ تھا کہ وہاں برائی، گناہ، معصیت، سرکشی، نافرمانی، خدا کے احکام سے منہ پھیرنا عام تھا لیکن انہیں اس پر کوئی غیرت و حمیت محسوس نہ ہوتی تھی، ہر بندہ اپنی دنیا میں مست تھا، کہتا تھا کہ میں تو اپنی ذات کو دیکھوں گا، مجھے دوسرے کی ذاتیات میں دخل دینے کی حاجت نہیں۔ دوسرا جو کررہا ہے وہ اس کے ساتھ ہے، اس نے اپنی قبر میں جانا ہے اور مجھے اپنی قبر میں جانا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اسی طرزِ عمل کو ان کے جرم کے طور پر بیان کیا کہ ﴿كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ﴾ وہ ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے ﴿عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ﴾ اس برائی سے جس برائی کا وہ قوم مرتکب تھی۔ یعنی اس معاشرے میں برائیاں تھیں لیکن وہ اس سے منع نہیں کرتے تھے اور یہی چیز اس کا سبب بن گئی کہ اللہ کے دو نبیوں نے ان پر لعنت کی ﴿عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ﴾ یونہی قرآنِ پاک میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے علماء اور درویشوں کے جرائم بیان کئے کہ ان پہ اللہ تعالیٰ کا غضب کیوں اترا؟ خدا نے ان پر لعنت کیوں کی؟ اور وہ لوگ خدا کے غضب کا شکار کس وجہ سے ہوئے؟ ان کے جرائم کی جو فہرست بیان کی گئی ہے اس میں یہ بیان کیا گیا: ﴿لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾﴾ ان کے درویش اور علماء انہیں گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے۔ بیشک یہ بہت ہی برے کام کررہے ہیں۔ (پ 6، المآئدۃ:63) یہ ان لوگوں کے لئے خدا کی ڈانٹ تھی کہ ان کے علمائے ظاہر یعنی فقہا اور علمائے باطن یعنی درویشوں، راہبوں، صوفیوں نے اپنی قوم کو ﴿قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ﴾ گناہ کی بات کہنے سے ﴿وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ﴾ اور حرام کھانے سے کیوں منع نہیں کیا۔ ”حرام کھانا کیا تھا“ یہی کہ قوم میں سود، رشوت، خیانت، ملاوٹ، دھوکہ دہی عام تھی، حرام و حلال کی تمیز نہیں تھی اور ”گناہ کی بات کیا تھی؟“ یہی کہ لوگوں میں جھوٹ، غیبت، بہتان تراشی، گالیاں، فحش بکنا عام تھا لیکن ان کے علما اور درویش خاموش تھے اور نتیجہ یہ ہوا کہ غضبِ الٰہی کا شکار ہوئے۔

لہٰذا ایسی بے پروائی کی ہمارے دین میں اجازت نہیں کہ بے حیائی عام ہو، اللہ اور بندوں کے حقوق پامال ہورہے ہیں اور لبرل ازم کا شوق پورا کرنے کے چکر میں یہ کہا جائے کہ مذہب لوگوں کا ذاتی معاملہ ہے اور ہم اس معاملے میں بالکل خاموش رہیں گے، ہمیں ان کے اخلاق کی درستی کا سبق دینے کی حاجت نہیں ہے ہمیں صرف اور صرف اپنی ذات پر توجہ دینی چاہیے۔ یہ سوچ ہرگز ہرگز اسلامی نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی صریح تعلیمات کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دینِ اسلام کا سچا مبلغ بنائے۔ اٰمین